

مرزا کی اس غزل کا مقطع سنا تو کہا : بھٹی ہم تو جب بھی ایسا نہ سمجھتے ، یعنی نم شراب  
نوش نہ ہوتے اور ایسے ہی مسائل اسی انداز میں بیان کرتے ، جب بھی تمہیں  
ولی نہ مانتے ۔ " مرزا نے معاً کہا : حضور تو اب بھی مجھے ولی ہی سمجھتے ہیں مگر یہ اس  
لیے ارشاد ہوا کہ میں اپنی ولایت پر معزور نہ ہو جاؤں ۔



ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا ؟	نہ ہو مرنا تو جینے کا مرزا کیا ؟
تجاہلِ پیشگی سے مدعا کیا ؟	کہاں تک ، اے سراپا ناز کیا کیا
نوازش ہائے بے جا دیکھتا ہوں	شکایت ہائے رنگیں کا ، گلا کیا ؟
نگاہ بے محابا چاہتا ہوں	تغافل ہائے تمکیں آزا کیا
فروغِ شعلہٴ خس یک نفس ہے	ہوس کو پاس ناموسِ وفا کیا
نفس موجِ محیطِ بے خودی ہے	تغافل ہائے ساقی کا گلا کیا
دباغِ عطر پیرا ہن نہیں ہے	غمِ آوارگی ہائے صبا ، کیا
دل بہر قطرہ ہے ، ساز انا البحر	ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا
محابا کیا ہے ، میں ضامنِ ادھر دیکھ	شہیدانِ نگہ کا خوں بہا کیا ؟
سُن ! اے غارت گریہ جنسِ وفا سُن !	شکستِ قیمتِ دل کی صدا کیا ؟
کیا کس نے جگر داری کا دعوے	شکیبِ خاطر عاشق بھلا کیا